نگاہ اولین

اسلام اور مزاج خانقاہی

مدیر التحریر

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ اٰمَنُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ﴾

درج ذیل مندرجات کا مطلب اسلام اور خانقاہی طرز زندگی کا بحث نہیں، بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے اسی بحث وجدال کے حوالے سے کچھ گزارشات مقصود ہیں۔ مغرب اور امریکہ وغیرہ میں مسلمانوں کی نسل کشی اور کردار کشی کے ساتھ بچے کھچے مسلمانوں کے لیے ماڈرن انداز میں زندگی گزارنے اور ایک مرنجان مرنج وملنگیانہ مذہب تراشنے کے لیے ان کے اعلیٰ دماغ کام کررہے ہیں۔ اخباری اطلاعات کے مطابق انہوں نے مسلمانوں کے بین المذاهب اختلافات اور راہ سلوک وتزکیہ نفس کے نام پر ایجاد کردہ سلسلوں کے وسیع مطالعے کے بعد مسلمانوں کو فکری اور اعتقادی ونظریاتی طور پر چند گروہوں میں تقسیم کیا ہے یعنی بنیاد پرست، روایت پسند اور سیکولر (جو اپنے آپ کو ترقی پسند کہتے ہیں) وغیرہ۔ ان گروہوں سے کاٹ چھانٹ کر جس طریقے کو رائج کرنے اور اس کی پشت پناہی کرنے پر اتفاق کیا گیا ہے وہ صوفی ازم ہے۔ یعنی ''پختہ تر کردو مزاج خانقاہی میں اسے'' پر عمل پیرا ہونے اور مسلمانوں کو اس جانب دھکیلنے کے لئے سیکولر نظریات والے لوگوں کو آگے لایا جارہا ہے اور ان اسلامی دعوتی وتبلیغی جماعتوں کو بھی تھپکی دینے کا منصوبہ ہے جو بے ضرر سمجھی جاتی ہیں۔

''صوفی ازم'' شرعی حدود وقیود کی پابندی کرتے ہوئے دنیا پرستی سے بیزاری، حرص وہوس سے پاکیزگی، تعلق باللہ اور اصلاح باطنی کا وسیلہ بنے تو ٹھیک ہے۔ اگر اس سے مراد مسلمانوں کے دلوں سے دینی غیرت وحمیت اور اطاعت رب کے سچے جذبے کو نکال کر شخصیت پرستی، بندے کی بندگی رائج کرنا ہو اور اسے وسیع المشربی واعتدال پسندی کے نام پر ایسا رنگ دے دیا جائے کہ مسلمان اور کافر میں فرق ہی مٹ جائے۔ ھو حق ھو کی مجالس گرم رکھی جائیں، خیر وشر کی تمیز مٹا دی جائے۔ غلبہ اسلام کی فکرمندی بھی نہ ہو اور نہ کفر کی یلغار سے پریشانی، تو یہ ''اسلام'' کے مقدس نام کو اسلام دشمن عناصر کے لیے ڈھال بنانے کی سازش کے سوا کچھ نہیں۔ مسجد ومدرسہ کی فضائیں جہاں قال اللّٰہ وقال الرسول ﷺ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں' بزعم خود اس اعتدال پسندی کے ماحول کو نقصان پہنچاتی ہیں، اس لئے ''بے ضرر'' ماحول قائم رکھنے کی خاطر اس قسم کے ازم کی انہیں ضرورت ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں باعمل، خدا خوفی اور عظمت اخلاق سے آراستہ معاشرہ تشکیل دینے کا خیال بھی انتہا پسندی ہی کی ایک صورت ہے۔ قرآن وسنت کی تعلیمات کے سایے میں تعمیر ہونے والے معاشرے کے اندر غیرت وحمیت اور جرأت

وشجاعت کا جوہر پروان چڑھ سکتا ہے۔اسلام کی طرف سے دفاع ومزاحمت کی روش دستور اعتدال پسندی کے منافی سمجھا جاتا ہے۔حالانکہ دفاع ومزاحمت اسلام کا ایک بنیادی حق ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿أذن للذين يقاتلون بأنهم ظلموا وإن الله على نصرهم لقدير ۞ الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق الا ان يقولوا ربنا الله﴾ "جن مسلمانوں سے لڑائی کی جارہی ہے انہیں جنگ کی اجازت دی جاتی ہے اس لئے کہ ان پرظلم ڈھایا گیا اور اللہ مظلوموں کی مدد پر یقیناً قادر ہے۔ یہ لوگ ناحق اپنی آبادیوں سے نکال دیے گئے۔اس کے سوا توان کا کوئی جرم نہ تھا کہ وہ کہتے تھے: ہمارا رب اللہ ہے۔"

آج اکثر وبیشتر اسلامی ممالک خاص کر بوسنیا وبلقان کی ریاستوں سے لیکر چیچنیا،عراق،افغانستان،کشمیر وغیرہ میں بسنے والے مسلمان اقرارِ "ربنا اللّٰہ" کے مجرم گردانے جاتے ہیں،اس لئے گردن زنی کے قابل سمجھے جاتے ہیں۔ساتھ ساتھ صوفی ازم کے نسخے بھی آزمانے کا پلان ترتیب دیا جارہا ہے جیسا کہ شیطان کی مجلس شوری میں مسلمانوں کے قلوب واذہان سے غیرت وحمیت اور اسلامی اقدار سلب کرنے کے لئے مختلف تجاویز پیش کی جاتی ہیں اور سب سے زیادہ کریڈٹ اس ممبر کو مل جاتا ہے جو بقول شاعر مشرق:

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں اسے   پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے

کا مشورہ دیتا ہے۔اس طرح مجالس ذکر وفکر کی سرپرستی متعلقہ ممالک کے سیکولر خیالات کے حکمران کرینگے۔پھر پروپیگنڈے کی ذمہ داری ترقی پسند صحافی،عالمی میڈیا،این جی اوز کے نمائندے اور نام نہاد حقوق نسواں کی انجمنوں سے وابستہ فیشن پرست خواتین انجام دینگی۔مزاروں اور درگاہوں کے گدی نشین اور مجاورین ومنسلکین تو بکاؤ مال کی طرح پہلے ہی تیار بیٹھے ہیں جو دعوت وجہاد سے واسطہ نہیں رکھتے،اپنے من میں ڈوب کر"مست دمادم مست قلندر" ہوتے ہیں۔غیر اللہ کی عبادت شرک نہیں کہلاتی۔بھنگ،نشہ وغیرہ کرنا اللہ سے کلام کرنے کے مترادف سمجھتے ہیں۔موسیقی ورقص کی محافل کو سنت وعبادت کا درجہ دیتے ہیں۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو دوسروں کی دل آزاری خیال کرتے ہیں۔مسجدوں کی بجائے درباروں اور مزاروں کو سجدہ گاہ اور دعاومناجات کا مرکز بنادیتے ہیں۔

ہفتہ روزہ میگزین"سٹینرڈ" لکھتا ہے:"امریکیوں کو چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تصوف کا مطالعہ کریں۔کوسو سے لے کر چیچن تک اور فاس سے لیکر جکارتا تک تمام مسلمان ممالک میں صوفیوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ قائم کریں۔امریکی طلباء،تاجر حضرات،سیاح اور رفاہی اداروں کے کارندے صوفیوں کے متعلق معلومات حاصل کریں پھر ایسے ہر شخص کو جو اس فیلڈ میں کام کررہا ہے،شرق اوسط سے متعلق امریکی سیاست کی خدمت میں اپنا کردار ادا کرنے کا موقع دیا جائے۔"(7-10-05 ماہنامہ مجلہ دعوۃ التوحید اسلام آباد)

مجلہ دعوۃ التوحید آگے لکھتا ہے: ''برطانوی صحافی فارینہ عالم لکھتی ہے: صوفیوں کے مشائخ نے اللہ تعالی کی معرفت کا جو طریقہ وضع کیا ہے کہ بس چند اذکار کا وظیفہ کرلیا جائے اور صرف اپنے نفس کی اصلاح پر ہی توجہ دی جائے، اپنی انا مٹا کر اپنے آپ کو انسانی خدمت پر مامور کیا جائے۔ یہ طریقہ درست ہے اور اس کے ذریعے سے ممکن ہے کہ ہم اسلام میں سیاست اور جہاد کی فکر ختم کرنے میں کامیاب ہوجائیں۔ (اسلام کے متعلق پانچ نکاتی ایجنڈا 27-4-05)

اس مشن کے لیڈر اسی سلسلے میں متعدد اسلامی ممالک میں بین الاقوامی کانفرنسیں بھی منعقد کرا چکے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ کرنا کوئی مشکل نہیں کہ اسلام کے خلاف اسلام کے نام پر کیا کیا سازشیں ہورہی ہیں۔ ﴿فاعتبروا یا أولی الأبصار﴾

سب سے اہم کام تعلیمی نصاب میں تبدیلی سے شروع کیا جائیگا۔ عصری علوم کی اہمیت اور دور جدید کے تقاضے انتہائی مبالغہ آمیزی سے پیش کیے جائینگے۔ اسلام کے بنیادی مسائل خاص کر حدود وتعزیرات وغیرہ سے لوگوں کو بیزار کرنے اور مسائل کو الجھانے کے لئے عجیب وغریب طور طریقے اختیار کرکے پروپیگنڈے کئے جائینگے، نیز مذہبی اختلافات کو ہوا دے کر آپس میں گتھم گتھا رکھنے میں مصلحت سمجھیں گے۔ پاکستان میں حدود آرڈیننس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اور جس طرح ''حقوق نسواں'' بل اسمبلی وسینٹ سے منظور کرایا گیا، وہ بھی اسی عالمی جال کا شاخسانہ ہے۔ یہ کوئی غیر متوقع کامیابی نہیں، کیونکہ جمہوری قوانین کی روشنی میں اسمبلیوں میں ''گنا جاتا ہے، تولا نہیں جاتا۔''

اسی مناسبت سے ہمارے ہاں بھی حکومت کی عملداری میں صوفی ازم کے نام پر کئی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں، جن کی سرپرستی صدر مملکت صاحب خود کریں گے۔ چیئرمین کے فرائض چوھدری شجاعت ادا کرینگے۔ ویسے بھی سرکاری اور غیر سرکاری لوگ اسلام کے علمی وفکری سرمائے سے کما حقہ آگاہی نہ ہونے کے باعث قلب وذہن میں پائے جانے والے خلا کو تصوف سے پر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صوفی ازم سے بے شمار شرعی قیود سے آزادی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ اسی لئے بے دین، بدکردار اور اللہ ورسول ﷺ کے باغیوں کو بھی ''ذہنی سکون'' اور ''روحانی سرور'' کی حاجت ہوتی ہے تو صوفی ازم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس قسم کا شر بہت خطرناک ہوتا ہے جو دین اسلام کے نام سے اپنایا جاتا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو ان شرور سے محفوظ رکھے، ہمارے حکمرانوں کو ہدایت نصیب کرے اور عوام الناس کو سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت عطا کرے **آمین ثم آمین**۔ رسول مقبول ﷺ کا فرمان ہے: (**عُمّالُکم أعْمالُکم**) ''حکمران رعایا کے اعمال کا عکس ہوتے ہیں۔''